دنیائے اسلام کا پہلا سفر نامۂ حرمین جدید تحدیات کے تناظر میں

پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی

(ڈین کلیۂ ہیو مینیٹیر اینڈ سوشل سائنسز

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی' اسلام آباد

مجھے جب حرمین کے کسی سفر نامے پر اکیسویں صدی کے چیلنجوں کے حوالے سے لکھنے کی دعوت ملی تو میری نگاہ اس سفر نامے کی طرف گئی جس کی بدولت حرمین کے سفر ناموں کو اعتبار ملا' وہ سفر نامہ جو دنیا کی ہر متعارف زبان میں لکھا گیا۔ ہر اسلامی سکالر' مفکر' محدث' مفسر' عالم' واعظ اور خطیب نے مزے لے لیکر پڑھا اور سنایا' وہ سفر نامۂ جو اکیسویں صدی' نہیں بلکہ ایک ہزار اکیسویں صدی کے چیلنجوں کے لیے بھی اسی طرح حیات نو کا پیغام ہے' جیسے آج سے چودہ سو سال پہلے والوں کے لیے زندگی بخش' روح پرور' حیات آفریں اور پیام امن و آشتی تھا' بلکہ واقعہ یہ ہے کہ حرمین شریفین اسی عظیم مسافر کے باعث حرمین قرار پائے ورنہ ان میں سے ایک شہر وادی غیر زرع تھا یعنی بنجر وادی اور دوسرا یثرب یعنی شہر خراباں تھا:

ہر کجا بینی جہان رنگ و بو   آنکہ از خاکش بروید آرزو
یا زنور مصطفیٰ او را بہاست   یا ہنوز اندر تلاش مصطفیٰ است

یہ بتانا مشکل ہے کہ اس سفر نامے کا حقیقی مؤلف کون ہے؟ حدیث و سیرت کی کوئی کتاب اس سفر نامے سے خالی نہیں' بلکہ واقعہ یہ ہے کہ رب کائنات سے لے کر غار ثور

کے دہانے پر جالا تننے والی مکڑی تک، سراقہ بن مالک مدلجی سے لے کر طلع البدر علینا گانے والی بچیوں تک کون ہے جس نے اس سفر کی داستان نہیں سنائی جس نے یثرب کو مدینۃ الرسول ﷺ ہی نہیں، بلکہ ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر بنادیا۔

جدید تحدیات کے حوالے سے بات کی جائے تو آج مسلمان کیا ہے؟ یہ ایرانی وہ تورانی، یہ ہندی وہ خراسانی......اقبال کو کہنا پڑا کہ ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے۔ اللہ چاہتا تو مکے والے شروع سے ہی الصادق الامین کی صدا پر لبیک کہتے اور وہیں سے اسلامی ریاست کا آغاز ہو جاتا، لیکن زمین پیوستگی جس ذلت کا پیش خیمہ بنتی ہے، اس کا قلع قمع کیسے ہوتا؟ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ کا عملی مظاہرہ دکھانے کے لیے اللہ نے اپنے حبیب سے ترک وطن کی قربانی لی اور مکہ ایسا بابرکت شہر جو پوری نسل انسانی کے لیے وجہ قیام و بقا ہے چھڑا کر یثرب کی وادی میں لے جا بسایا، جہاں کی آب و ہوا ناموافق، شہر ہے کہ یہودی سازشوں کی آماجگاہ، فضا ہے کہ اوس و خزرج کی صدیوں پر پھیلی ہوئی دشمنی سے خون آلود، لوگوں کی خاصی تعداد ایک طرف، آپ کی امامت میں شام و سحر بارگہ ایزدی میں سجدہ ریز اور دوسری طرف مسجد ضرار کی تعمیر میں مصروف، صرف یہ تعلیم دینا مقصود تھی کہ یہ امت کبھی زمین سے پیوستگی نہیں رکھتی۔ یہ اس نبی کے نام لیوا ہیں جنہیں مکہ ایسا شہر چھوڑ کر یثرب کی وادی میں اترنا پڑا تو انہوں نے اس کو روضۃ من ریاض الجنۃ بنادیا۔

آج کا مذہبی طبقہ اسلامی ریاست کے قیام کی بات کرتا ہے تو حدود سے شروع کرتا ہے اور حدود پر ختم کر دیتا ہے، گویا اسلام کوئی دین نہ ہو، بلکہ محض ایک نظام تعزیرات ہو۔ اس سفرنامے میں بتایا گیا کہ مدینہ پہنچتے ہی مسافرِ ہجرت نے انصارؓ و مہاجرینؓ کو بھائی بھائی بنا کر ایک فریق کی معیشت اور دوسرے کی تعلیم و تربیت کا انتظام کر دیا، یہی وجہ ہے کہ سیرت و حدیث کی کتابیں واقعہ مؤاخات کو شروع کرتے ہوئے کہتی ہیں۔

فاخذ بید علی بن ابی طالب وقال هذا اخی .... لوگ حیران ہوتے ہیں کہ حقیقی چچازاد اور ہونے والے داماد کو بھائی بنانے کی کیا ضرورت تھی، لیکن در

حقیقت یہ اعلان تھا اس بات کا کہ علیؓ کی کفالت جیسے مکے میں میرے ذمے تھی اب بھی میرے ذمے ہوگی اور میری اپنی ذمہ داری بھی کسی پر نہیں ہوگی' مبادا کوئی یہ سمجھے کہ سب کچھ اپنی یا اپنے خاندان کی کفالت کے لیے تھا۔ خویشتن پروری اور خویش نوازی کا شروع سے ہی قلع قمع کر دیا۔

ساتھ ہی قریش' جو حسب و نسب میں کسی کو خاطر میں نہیں لاتے تھے' مدینے کے کسانوں کے ساتھ یوں رشتہ مؤاخات میں منسلک ہو گئے کہ ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز۔

گویا یہ سفر نامہ ہمیں بتاتا ہے کہ اسلامی ریاست کی حکمرانی آسائشوں کے حصول کا ذریعہ نہیں' بلکہ یہ آزمائشوں کو دعوت دینے کا نام ہے۔ اسلامی ریاست کی بنیاد اس امر پر ہے کہ کوئی شخص محروم معیشت نہ ہو' نہ محروم تعلیم و تربیت۔ تمام شہری برابر ہیں اور تمام مسلمان بھائی بھائی۔

آج کے دور میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے باہمی تعلقات میں آویزش کا عنصر ایک بڑا چیلنج ہے۔ یہ بات عجیب ہوگی اگر کہا جائے کہ غیر مسلموں اور مسلمانوں کے تعلقات کی کشیدگی ایک فطری امر ہے۔ اس سفرنامے نے انسانی تاریخ کے اس نازک ترین لمحے کی نشاندہی کی ہے جس میں انسانیت کا پورا مستقبل اور کائنات کی مکمل تاریخ ایک غیر مسلم کی دیانت سے وابستہ تھی۔ عبداللہ بن اریقط' جو سفر ہجرت میں آپ کو غیر معروف راستے سے مدینہ پہنچانے کے لیے اجرت کے طور پر ساتھ لیا گیا تھا' اس کے ایک طرف اجرت کا وہ ایک اونٹ تھا جو مدینے کے مسافر اسے دے رہے تھے۔ اور دوسری طرف ایک سو اونٹوں کا وہ گراں بہا انعام تھا جو محض مخبری کرنے پر اسے مل سکتا تھا۔ آج کا کفر اگر عبداللہ بن ارقیط والی دیانت پیدا کرے تو مہاجرِ مدینہ کی امت کو اس سے معاملہ کرنے میں کوئی کبیدگی نہیں ہوگی۔

ہجرت مدینہ کے عظیم ترین مسافر نے انسانی تاریخ کا پہلا تحریری دستور دے کر مسلمانوں ہی کو نہیں' ان یہودیوں کو بھی جن کا وجود ہمیشہ انسانیت کے جگر کا سرطان رہا ہے'

ان عرب قبائل کو بھی جن کی زندگی کشت وخون سے عبارت تھی' ان منافقین کو بھی جو اللہ کے لیے نہیں تفریق بین المومین کے لیے کمین گاہیں بناتے اور ان کا نام مسجد رکھتے تھے' دشمنوں سے ساز باز کر کے مدینے کو تاراج کرنے کی فکر میں رہتے جان' مال' عزت اور آبرو کا تحفظ ہی نہیں خارجی حملے سے دفاع کی ضمانت بھی دی۔

داخلی امن وامان اور خارجی دفاع کا اہتمام وہ نقطۂ آغاز تھا جس سے مدینہ کی شہری ریاست صرف دس سال کے معمولی عرصے میں دس لاکھ مربع میل تک پھیل گئی اور اس پورے عرصے میں قیام امن کے لیے صرف ایک ہزار اٹھارہ لوگ کام آئے جن میں ۲۳۹ مسلمان اور ۷۵۹ غیر مسلم تھے۔

اس تعداد میں بنو قریظہ کے وہ یہودی جو اپنی شریعت کے مطابق اپنے ہی قانون کے ہاتھوں تہ تیغ ہوئے' بئر معونہ کے ستر شہدا اور عمداً مارے جانے والے لوگ بھی شامل ہیں ورنہ اصل تعداد پانچ چھ سو سے زائد نہیں۔ اتنے بڑے رقبہ پر امن وامان قائم کرنے کے لیے اتنا معمولی آپریشن انسانی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

آج ترقی پذیر ممالک بالخصوص پاکستان شرح خواندگی میں اس قدر پیچھے ہیں کہ ہم مصنوعی اور فرضی اعداد وشمار کے اضافوں کے ساتھ بھی قوموں کی برادری میں سر اٹھانے کے قابل نہیں۔ اس سفرنامے میں بتایا گیا کہ مسافرؐ ہجرت نے مدینہ پہنچتے ہی مسجد کے ساتھ ایک چبوترا بنا کر مدرسے کا آغاز کر دیا اور پھر گرفتار ہو کر آنے والے غیر مسلم قیدیوں کو بچوں کا استاد مقرر کر دیا۔ ان سے دینی تعلیم تو نہیں دلائی جاتی تھی۔ نہ معلوم ہم نے کیوں تعلیم میں دینی اور دینوی کی لکیر کھینچ دی ہے اور اس کشمکش میں نسلوں کی نسلیں Single Track ہو گئی ہیں۔ گھر کی نہ گھاٹ کی۔

اس سفر کا دوسرا حصہ جس کا تعلق حرم مکہ کی زیارت سے ہے اپنے اندر انسانی تہذیب کے بے شمار چیلنجوں کا جواب رکھتا ہے۔ آپ نے جب حج کا ارادہ فرمایا تو جس طرح ابو الانبیاء نے بنائے کعبہ کے بعد کھڑے ہو کر قیامت تک آنے والے انسانوں کو حج کے لیے بلایا۔ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ

عمیق، اسی طرح آپؐ نے تمام قبائل عرب میں اعلان کروادیا کہ جو کوئی سفر حج میں مصاحبت کا متمنی ہے آجائے۔ اس طرح لوگ آتے گئے قافلہ بنتا گیا۔ ایک لاکھ سے زائد فرزندان توحید عرفات کے میدان میں نبی امیؐ کے خطاب کے موقع پر گوش بر آواز تھے۔

آپ نے اس علان عام کے ذریعے بتایا کہ کعبہ تمام نسلی انسانی کے قیام کا موجب ہے۔ کسی نسل، قوم یا ملک کا نہیں، صرف ایک پابندی ہے کہ پاک ذات کے گھر میں حاضری دینے والا پاک ہو (اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ. اے ایمان والو مشرک پلید ہیں سو وہ مسجد حرام کے قریب نہ جائیں)۔

آپؐ نے بتایا کہ یہ سفر محض عبادت اور رسوم و مظاہر کی بجا آوری کا نام نہیں، بلکہ سفر نامہ بتاتا ہے کہ انسانی برادری میں ہمیشہ سے جن بنیادوں پر تقسیم و تفریق کا عمل جاری رہا اسے ہمیشہ کے لیے دفنا دیا گیا۔ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی گورے کو کالے پر کوئی برتری حاصل نہیں۔ سب ایک باپ کی اولاد ہیں۔ سب کا رب ایک ہے اور سب کا باپ ایک ہے۔ وحدت نسل انسانی کی دو ایسی بنیادیں ہیں جن کے سامنے جمع و تفریق کے تمام فارمولے ختم ہو جاتے ہیں۔

معاشی تحفظ جس کی بنیاد سفر مدینہ کے فوراً بعد رکھ دی گئی تھی اس کی تکمیل فرماتے ہوئے معاشی استحصال کا خاتمہ فرمادیا۔ معاشی استحصال کا سب سے بڑا مظہر سود ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جاہلیت کے تمام سود ہم نے دفنا دیئے اور سب سے پہلے میں نے اپنے چچا عباس کا سود ختم کر دیا۔

جس امن و امان کی بنیاد مدینہ میں رکھی گئی تھی آج اس کی تکمیل کر دی گئی اور فرمایا: تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں محترم ہیں جیسے آج کا دن، آج کا مہینہ اور یہ شہر محترم ہیں۔

فقہی مباحث کی تنگ نائیوں میں الجھی ہوئی امت کے لیے اس سفر نامے میں ایک کھلی شاہراہ کی نشاندہی کی گئی ہے۔ فرمایا:

ترکت فیکم الثقلین لن تضلو اما تمسکتم بھما، کتاب اللّٰہ و سنتی۔

گویا یہ بتایا گیا کہ کتاب و سنت کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے جس طریق کو بھی اپنی خواہشات کی آسودگی کے لیے نہیں' بلکہ اتباع رسول کے تقاضے سے اپنائیں گے وہی راہ راست ہے۔ جس فرقہ بندی کو وہاں ممنوع قرار دیا گیا اس کے بارے ہی فرمایا'

لا ترجعوا بعدی کفاراً یضرب بعضکم رقاب بعض .

یہی نہیں کہ یہ سفر نامۂ صرف انہی مختصر احوال و ہدایات پر مبنی ہے' سفر نامے سے معلوم ہوتا ہے کہ امت مسلمہ کی وہ اجتماعیت صغریٰ' جس کا آغاز محلے کی مسجد سے ہوتا ہے' حج بیت اللہ پر آخر اجتماعیت کبریٰ میں متشکل ہو جاتی ہے۔ یہ موقع ہے جب تمام مسلم ممالک کے سربراہ اور مسلم اقلیات کے نمائندے جمع ہو کر اپنے اپنے مسائل کا حل تلاش کریں اور اسلام کے پیغام امن و سلامتی اور عدل و مساوات کو ساری دنیا میں عام کرنے کی راہیں تلاش کریں.

اس سفر نامے کے بعد حرمین کے ہر سفر نامے کا مقصد صرف اور صرف فخر کون و مکان' زبدۂ زمین و زماں کے نقوشِ پا کو تلاش کرنا رہا۔ ہر شخص حرمین کی فضا میں لمبے لمبے سانس لے کر اس خوشبو کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ جس کے سوتے مصطفیٰ کریم ﷺ کی معطر سانسوں سے پھوٹتے تھے۔ غار حرا اور غار ثور کے پتھروں سے لوگ اس خیال سے لپٹتے کہ ان سے مدینے والے کے جسد اطہر نے مس کیا ہوگا۔ ہر وادی اور ہر پہاڑی پر عاشقان مصطفیٰ دیوانہ وار پھرتے ہوئے تلاش کرتے ہیں کہ :

ابھی ابھی کوئی گزرا ہے گلبدن گویا
کہیں قریب سے گیسو بدوش غنچہ بدست

ساری کائنات کا کاروان شوق جس مسافر حرمین کی جنبش لب کا گرویدہ ہے آیئے اکیسویں صدی کی دہلیز پر کھڑے ہو کر ہم بھی اس سے عرض کریں کہ :

ترے سوا میں کہاں جاؤں کس کا کہلاؤں
نہ چھین اپنے تعلق کا آسرا مجھ سے

ذرائع ابلاغ کے ذریعے آنے والے معلومات کے سیلاب ہی دور حاضر کو اس خوش

فہمی میں مبتلا کردیا ہے کہ دنیا ایک ***Golobal Village*** ہو گئی ہے اور ٹیلی کمیونیکشن' انٹر نیٹ اور ***E-Mail*** وغیرہ کے ذریعے خبریں دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک ***Micoro Seconds*** میں سفر کرتی ہیں اور ہر طرح کی معلومات انسانوں کی دسترس میں ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ ***Media*** وہی خبریں دنیا تک پہنچاتا ہے جو اس میں ***Feed*** کی جاتی ہیں اور آج کی دنیا میں جو کچھ ***Feed*** کیا جاتا ہے۔ اس کے لیے دنیا کی شائستہ ڈکشنریوں میں الفاظ موجود نہیں ہیں۔ ابلاغ کی جدید ٹیکنالوجی میں کیا ***Feed*** کیا جائے اور دنیا کو آج جو چیلنج ابلاغیات کے حوالے سے درپیش ہے اس کے لیے اس سفر نامے میں ہمیں رہنمائی ملتی ہے کہ آپ نے تمام ہدایات دے کر فرمایا فلیبلّغ الشاہد الغائب یہ معلومات جن تک پہنچ چکی ہیں وہ ان تک پہنچادیں جن تک ابھی نہیں پہنچ پائیں۔ ایک جملے میں ذرائع ابلاغ کے چیلنج کا جواب ہے۔